www.paksociety.com

سمیرا حمید

عہدِ سکوت

یہ شروع شروع کا عہد تھا جس پر وہ قائم رہی پھر اسے للکار آگیا اور جیسے کہ اس نے ساری زندگی غیرت نہیں کھائی تھی تو اب ایسے غیرت کھائی کہ اس کے عہد کی قسمیں کھائی جانے لگیں۔

وہ خاموش عورت تھی۔

اس کا شوہر اس سے عاجز رہا کرتا تھا۔ وہ اسے اتنا پسند نہیں کرتا تھا جتنا کہ کوئی بیوی چاہتی ہے کہ اسے پسند کیا جائے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ اس سے اتنی محبت نہیں کرتا تھا جتنا کہ وہ چاہتی تھی۔ اتنی کہ وہ اپنی سہیلیوں کو نہ بتائے لیکن خود کو ہی بتا بتا کر خوش ہوتی رہے۔

عفاف ایک پر جلال انسان تھا۔ بہت نازک طبع اور مطلق العنان اتنا کہ وہ چاہتا تھا کہ اسے جن برتنوں میں کھانا دیا جائے وہ بھی اس کے سامنے مؤدب رہا کریں۔ وہ رکابی اٹھائے یا اس میں انگلیاں ڈال کر کھائے بس آواز نہ آئے۔ سماعت کا استعمال اس پر گراں گزرتا تھا یا وہ اپنی سماعت کو زحمت سے بچانا چاہتا تھا۔ جو بھی تھا' وہ زیادہ بولتا اور بہت کم سنتا تھا اور وشمہ کو بس اتنی عادت تھی کہ وہ کچھ اچھا گنگنا لیتی تو اپنی کسی سہیلی کو بہانے سے بتا دیتی۔

رات میں کیا کیا خواب میں دیکھا یہ تو لازماً ہی۔

ایسی صورت میں جب ایک سننے سے بے زار تھا اور ایک بولنے پر مائل۔ دونوں میں ایک دوسرے کے لیے دلچسپی کیسے بڑھتی۔

وہ عفاف سے محبت کرتی تھی۔ ازبکستان کے نصیب میں لکھے سارے پانیوں اور طارم اخضر کی بلندیوں کی قسم کھا کر کہہ سکتی تھی کہ وہ اولین اور آخرین اپنے شوہر سے محبت کرتی تھی کیونکہ اس کی ماں اور اس کی بیاہی سہیلیوں نے بھی یہی کہا تھا۔ دلہن بنے اس کے کانوں میں جو سرگوشیاں کی گئی تھیں ان کا لب لباب بھی یہی تھا کہ اسے اپنے شوہر سے محبت کرنی ہے چاہے وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ دلدل کے پانی سا گاڑھا یا چوٹیوں کے کنکروں سا لڑکھڑاتا سا ہی کیوں نہ ہو۔ گرا دینے پر مائل' اٹھا لینے سے متامل ہی کیوں نہ ہو' اسے اس سے محبت کرنی ہے۔

وشمہ اس سے محبت کر رہی تھی۔ بے شک ابھی تک وہ رکابی کو اس کے سامنے بنا آواز کے رکھنا نہیں سیکھی تھی اور کمرے میں ٹہلتے اس کے زیورات بج اٹھتے تھے جو وہ اپنے کپڑوں میں چھپاتی پھرتی تھی۔

"یہ کیا بج رہا ہے۔" عفاف دھاڑتا۔

اس کا سانس رک سا جاتا۔ وہ ایسے زیورات کہاں سے لاتی جو شور نہ کریں۔ جو اپنی موجودگی کا احساس نہ دلایا کریں' نہ چمک سے نہ کھنکھناہٹ سے۔ ابھی وہ صرف سولہ سال کی تھی۔ عفاف سے بہت محبت کرتی تھی لیکن اسے زیورات سے بھی محبت تھی۔ سولہ سال اس نے بیاہتا لڑکیوں کو دیکھا تھا۔ اب اسے وہی کرنا تھا جو اس نے اتنا عرصہ دیکھا تھا۔ وہ گروہ نہ پہنتی جو دلہنوں نے کئی کئی سال پہنے رکھا تو پھر کیا پہنتی؟ خاموشی لیکن خاموشی تو صرف داناؤں کا حسن ہے نئی نویلی دلہنیں ایسے سنگھار نہیں کرتیں... لیکن...

"عفاف! کتنا پیارا انسان ہے۔"

گھونگھٹ میں تھی اس کی سہیلی عفاف کے قصیدے پڑھ رہی تھی اور وہ وہیں ایمان لے آئی کہ وہ محبت سے آگے جا کر کچھ کرے گی۔ عبادت کا لفظ وہ کفر

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

Downloaded From
Paksociety.com

کے ڈر کی وجہ سے لے نہیں سکی۔ ورنہ کچھ کچھ یہی سوچ تھی اس کی۔

"عفاف" نام بھی تو کیسا دلکش تھا اس کا۔ پھر اور بھی دلکش لگا جب وہ اس کے قریب بیٹھ کر مسکرایا۔

"داغستان کی سرزمین کے پھول کو آج میں نے دیکھ لیا۔" عفاف نے گھونگھٹ اٹھا کر کہا۔

وہ مسکرا دی۔ تھوڑی آواز سے اور عفاف کا منہ بن گیا۔

"مجھے بلبلیں پسند نہیں وشمہ! بس یہی یاد رکھنا۔"

نئی دلہن کے سامنے یہ بات کچھ ایسے انداز میں کی گئی کہ وہ بس رونے جیسی ہو گئی۔ لیکن دلہن بن کے وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔ وہ بھی عفاف کے سامنے جسے وہ مسکرا مسکرا کر یہ بتانا چاہتی تھی کہ آسمان سے جب بادل سیاہ ہو کر برستے تھے تو اسے گدگدا جاتے تھے۔ صلیام گاؤں کے کھیتوں میں جو پھول لہلاتے ہیں وہ اب عفاف کی موجودگی میں سدا بہار رہنے والے ہیں۔ ماں کے ڈر سے جو لفظ اس کے دل میں مقیم — رہے وہ اب عفاف کی ساعتوں کا سفر کرنے کا ارادہ

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

باندھ چکے ہیں۔۔۔ لیکن عفاف تو۔۔۔ وہ تو۔۔۔

"میری سماعتیں پردہ پوش ہیں۔ تم خالی گھر میں بولو میرے کانوں میں نہیں۔"

دلہن نے سر اٹھا کر دیکھنا چاہا اس سے پہلے ہی اس کا گھونگھٹ جھٹک کر گرا دیا گیا۔

ٹھیک کہا گیا تھا۔ اس کی سماعتیں وشمہ کے لیے پردہ پوش تھیں۔ اسے خالی گھر میں ہی بولنا پڑا۔

عفاف سر کے اشاروں' آنکھ' ہاتھ کی جنبش سے اپنا مدعا بیان کیا کرتا۔ ایسے کہ واقعی اسے زبان ہلانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ جیسے وہ بہرا گلہو اور وہ گونگا۔

اس نے زیورات پر دھاگے لپیٹ لیے اور پوشاکوں میں جڑے موتی نوچ ڈالے۔ ریشم کی سرسراہٹ کو اپنی مٹھیوں سے بھینچ لیا۔ ہاں سچ اس نے یہی کیا۔

صلیام کا گل داؤدی عفاف کے حکم پر منہ لپیٹ کر بیٹھ گیا۔

نئی دلہن نے محبت کے عہد کو تروتازہ رکھنے کی جان توڑ کوشش شروع کر دی۔۔۔

عفاف ایک باغ کا رکھوالا تھا۔ وہاں وہ پرندوں کا شور کانوں میں روئی ڈالے بغیر سنتا تھا۔ پگڈنڈیوں پر بھاگتے گھوڑوں کے ٹاپوں کے قریب سے وہ گزر جاتا اور بھیڑوں کی رکھوالی کرتے گڈریوں کے ہونٹوں پر مچلتے گیتوں کو سنتا۔ کھیل تماشے میں مگن بچوں کے شور کی پروا کرتا' وہ گھر میں ایک وشمہ کو گونگا بنا دینے پر ہر صورت قادر تھا۔

عفاف کو اپنے بابا سے کچھ ایسی محبت تھی کہ وہ ہر روز ان کی قبر پر جاتا تھا۔ اس کے بابا کے نوادرات گھر میں ایسے موجود تھے جیسے وہ ابھی کچھ دیر کے لیے گھر سے نکلے ہیں۔ بس ابھی واپس آنے والے ہیں اور اپنی مخصوص مردانہ چادر کی بکل مار کر قہوہ پینے والے ہیں۔ چھوٹی کھڑکی کے پاس رکھے بستر پر سو جائیں گے اور

بلوک کی شاعری کی کتاب کو اس وقت تک پڑھیں گے جب تک چراغ اپنی روشنی تمام کر دینے کا اعلان نہیں کر دے گا۔ اور پھر بچوں کی طرح گھٹنوں کو سر کے ساتھ جوڑ کر سو جائیں گے۔

وشمہ' عفاف کے بابا سے جلد ہی واقف ہو گئی۔ اتنی کہ اسے لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ سات سال پہلے قبر کو اپنی قیام گاہ بنا چکے ہیں۔ عفاف جب اپنے بابا محترم کا ذکر کرتا تو راتیں اپنے خیمے دن کی روشنیوں میں گاڑنے لگتیں۔ اور زمین کی بلندی پر' پہاڑ کی سطح پر تعمیر مسجد سے اذان بلند ہونے لگتی۔

جتنے بابا محترم گھر میں موجود تھے اتنی ہی والدہ گھر سے غائب تھیں۔ جیسے ایک بال بھی اگر کنگھی میں پھنسا رہ گیا تو اسے بھی نکال کر کہیں دور پھینک دیا گیا تھا۔ پڑوس کی عورتوں نے جو اکثر اپنا سینا پرونا لے کر اس کے گھر کے برآمدے میں آکر بیٹھ جاتی تھیں اسے بتا دیا کہ عفاف کی ماں کی آواز پہاڑوں کو سلام کرتی سننے والے کے کانوں تک آیا کرتی تھیں۔ وہ ایک خوف زدہ رہنے والے دل کے مالک مرد پر ایک للکار تھی۔ سرشام وہ کھانا پکانے میں اتنا واویلا کرتی کہ رزق کے لقموں کے صبر پر رشک آتا۔

"سزا وہ کھیتی ہے جو انگلوں کو بھی کاٹنی پڑتی ہے۔"

وشمہ اپنے ہاتھ کے زیور پر نئے رنگین دھاگے لپیٹ رہی تھی کہ وہ کچھ تو جاذب نظر لگیں۔ وہ خالی گھر میں عفاف کو خیالوں میں بٹھا کر اونچی آواز سے کلام کیا کرتی۔ وہ اس سے دن بھر کی باتیں کرتی' رات بھر کے خواب سناتی' سنے سنائے گیتوں سے چرائے کچھ اشعار وہ اپنی آواز میں پرو کر گنگنا دیتی۔

عفاف آتا تو وہ بس بے آواز مسکرا دیا کرتی۔ وہ بلوک کی شاعری کی کتاب پڑھتی اور چاہتی کہ اپنی خوش گلو آواز میں اسے سنائے۔ ایک بار اس نے اس کا ارادہ کیا لیکن عفاف نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔

"کیوں چلا رہی ہو۔۔۔ میرے کان پھٹ رہے ہیں۔"

اس نے چلانا بند کر دیا۔۔۔ منہ سی لیا۔۔۔ اور پڑوس کی عورتوں کو وہ شاعری سنانے لگی۔

وہ سینے پرونے سے اپنا ہاتھ روک لیتیں۔ "خوش

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | f PAKSOCIETY

گلو پرندوں نے تمہاری آواز میں قیام کیا ہے۔" کوئی ایک کہتی۔

"نیلے چشموں کے کنارے آباد بنجارنوں کا جھوٹا پانی تم نے ضرور نوش کیا ہے۔" دوسری کہتی۔

☆ ☆ ☆

عفاف کو اپنے دوست عبدالخبیر کی شادی میں شرکت کرنی تھی۔ وہ اپنے بابا کے گھر آگئی۔ اور دن گننے لگی اور اتنے زیادہ دن گن لیے کہ ایک دن بابا نے پوچھا۔

"کتنے مہینے ہو گئے وشمہ.... عفاف کب آئے گا؟"

"مہینے؟ کیا اب اسے مہینے بھی گننے ہوں گے؟" وہ کائی زدہ نالے کی طرح بدبودار ہو گئی۔

بابا نے چند لوگوں کو عفاف کے دوست کے گاؤں میں معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ وہاں سے اطلاع ملی کہ وہ شادی کے فوراً بعد ہی روانہ ہو گیا تھا۔ اب خبر نہیں کہ کہاں ہے۔

جب مہینے گنتے، سال گننے کی نوبت بھی آگئی تو عفاف آگیا۔ اور اسے ساتھ لے گیا۔ گھر کے برآمدے میں جس میں اس نے پھولوں کے کئی گملے رکھے تھے اور جو سوکھ چکے تھے۔ وہ اب پھر سے سرسبز ہو چکے تھے۔ وہاں پھولوں کے پاس ایک پھول کھڑا تھا۔

"خوش آمدید۔" پھول نے اپنی پیاری سریلی آواز میں بہ آواز بلند کہا۔ ترنگ سے کہا....

عفاف مسکرا دیا۔ وشمہ برآمدے میں ہی کھڑی رہ گئی۔

وہ عفاف کی بیوی تھی۔ اور وہ اسے بہت جدوجہد کے بعد حاصل کر سکا تھا۔ سفر اس کے لیے باعث رحمت ثابت ہوا تھا۔ اسے خانہ بدوش لڑکی کی آواز نے جکڑ لیا تھا جو وہ اپنے خیمے کی آڑ میں بیٹھی گایا کرتی تھی۔ چراغ روشن کر کے۔ ریشمی رومالوں پر پھول کاڑھتے ہوئے۔

فروسیا کے زیورات یردھاگے نہیں لپیٹے گئے تھے۔ اور اسے بولنے میں تامل نہیں ہوا کرتا تھا۔

وہ ایک سزا جو اس کی والدہ کے بدلے میں ایک دوسری عورت کو ملنی چاہیے تھی وہ وشمہ کو مل گئی۔ اب وہ جزا کی طرف آیا تھا۔ جزا فروسیا کے لیے۔

اسی وقت وشمہ کے گلے کے سارے سر مر گئے۔ یہ ایسا صدمہ تھا اور اس واقعے میں ایسی غیرت مندانہ للکار تھی کہ وہ خود سے یہ عہد کیے بنا رہ نہ سکی کہ وہ عفاف کو اپنی آواز سے اس وقت تک محروم رکھے گی جب تک وہ ملک الموت کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ نہیں سن لے گی۔

صبح و شام فروسیا کے گیت ان کے چھوٹے سے گھر کے کونوں میں دلبری سے گونجتے.... اس کی آواز جانباز پرندے کے پروں کی طرح رواں تھی۔ وہ زمین کی سات تہوں میں بیٹھ کر بھی گنگناتی تو زمین کی سات تہوں کے اوپر زندگی کو روک دیتی۔ انسان کو زمین کھودنے کا پابند کر دیتی۔ وہ یہ حق رکھتی تھی کہ اس کی آواز کو سنا جائے۔ پھر اس آواز کو دائرہ نکاح میں لے آیا جائے۔

اپنے زیورات سے سارے دھاگے ادھیڑتی وشمہ اپنی انگلیوں کی حرکات کو بھی گونگا کیے اس کے گیتوں کو سنا کرتی۔ اسے یہ گمان ہوتا کہ ہر عورت ایسا گا سکتی ہے.... ہر عورت کے گلے میں یہ سر آباد ہیں.... ہر عورت ایک جاں باز پرندہ ہے جو اڑان بھر سکتا ہے....

اس نے اپنے سارے زیورات فروسیا کو دے دیے۔ وہ اتنی خوش ہوئی کہ اس کے سر کے بالوں کو گوندھ دیا اور ان میں ایک پھول لگا دیا جو جلد ہی مرجھا گیا۔ وشمہ نے بابا کا وہ بستر سنبھال لیا جس پر وہ گھٹنوں میں سر دے کر سو جایا کرتے تھے۔ اور اس کتاب کو جو وہ پڑھ پڑھ کر خود کو دنیا سے الگ کرنا چاہتے تھے۔ اسے اس نے ایسے حفظ کر لیا کہ وہ اس جیسی کئی ہزار کتابیں لکھ سکتی تھی۔ وہ صبح اٹھ کر گھر صاف کرتی۔ پڑوس کی عورتوں کے ساتھ مل کر لکڑیاں اکٹھی کر لاتی۔ اس کے قدم زمین پر ایسے پڑنے لگے جیسے وہ ہوا میں تیر رہی

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.paksociety.com

ہو۔

پڑوس کی عورتوں نے ہی سب سے پہلے اسے گونگا پایا۔ پھر فروسیا نے اور پھر پڑوس کے ہی باقی کے گھروں نے۔ عفاف تک بات پہنچی تو وہ ہنس سا دیا جیسے اسے بے آباد گاؤں کے کسی آدمی کا قصہ سنا دیا گیا ہو۔ اسے پروا نہیں ہوئی کہ اسے ایسے ہی منظور تھا سب۔

وقت گزرا پڑوس کی عورتیں اس کی خاموشی کی عادی ہو گئیں۔ اتنی کہ وہ بولتی جاتیں اور کبھی اس کی طرف سے جواب کی توقع نہ کرتیں۔ فروسیا ایک خانہ بدوش جرأت مند عورت! اس نے ایک گیت اس کے لیے بنایا اور اسے پاس بٹھا کر گایا۔ عفاف نے سنا تو فروسیا کو کچھ ایسے دیکھا کہ فروسیا سکتے میں آ گئی۔ پھر بھڑک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ بھاگ کر اپنے سامان میں سے کپڑے کا ایک پارچہ اٹھا لائی اور اسے عفاف کے سامنے پٹخا۔

"میرا کوئی حق غصب نہیں کیا جا سکتا۔ میرا گانا بھی نہیں۔ میں پابند نہیں ہوں۔" عفاف پر نظریں گاڑ کر وہ تنک کر بولی۔

وشمہ نے فروسیا کو دیکھا اور اس کے وجود میں جو تھوڑی بہت گویائی بچی تھی وہ بھی جاتی رہی۔ اس بار اسے اپنی غیرت پر شرم آئی۔ یہی غیرت نوحہ کناں ہو گئی۔

"میرا کوئی حق غصب نہیں کیا جا سکتا' میرا گانا بھی۔" وشمہ نے کتاب کو چھوڑ دیا اور وہ اس فقرے کے احساس کو آگ بنا کر سینکتی رہی۔ اسے خود پر اتنی شرم آئی کہ وہ بے آواز رونے لگی اور زمین پر گرتے اپنے آنسوؤں کو دیکھنے لگی۔ اسے بولنے کی جو قوت دی گئی تھی اسے اس نے غلام کر دیا تھا۔ وہ اس کی آقا بننے کے لائق نہیں تھی۔ وہ پابند تھی' پابند رہی۔

اب وہ اتنی خاموش ہو گئی۔ اتنی کہ اس کی آنکھ کے اٹھنے اور جھکنے کی گویائی بھی جاتی رہی۔ اس کا پورا وجود حلف میں سمٹ آیا۔ عہد میں ڈھل گیا۔ عفاف اس کی طرف دیکھتا تو تمسخر سے ہونٹ کے کنارے کو دائیں رخ لے جاتا کہ۔

"اچھا! تو آخر کب تک؟"

☆ ☆ ☆

زندگی کے آسمان تلے وہ پوری زمین پر قبضہ کیے ہوئے تھا۔ اسے پروا نہیں تھی کہ اس کے نکاح میں آئی ایک عورت کیا حلف لے چکی ہے۔ وہ باغ کی رکھوالی کے لیے جاتا اور چرواہوں کے گانے سنتا ہوا واپس لوٹتا۔ رات قہوہ خانے میں قہوہ پینے چلا جاتا۔ یا فروسیا کا ہاتھ پکڑ کر چشموں کے پانی سے چھیڑ چھاڑ کرتا۔

ایک دن وہ قہوہ خانے میں گیا تو ایک گاہک اور کام والا لڑکا آپس میں الجھ رہے تھے۔ اور ان کی تکرار اتنی فصاحت لیے ہوئی تھی کہ سب انہیں ایسے سن رہے تھے جیسے وہ انجانی زمینوں کی قصہ گوئی میں مصروف ہوں۔

"یہ کھوٹا سکہ میرا نہیں ہے۔ تم میری ایک انگلی کاٹ سکتے ہو۔ میں اف نہیں کروں گا تم مجھے دغاباز نہیں کہہ سکتے۔"

"محترم! یہ سکہ آپ نے عنایت کیا ہے۔ ہو سکتا ہے آپ نے غلطی سے عنایت کر دیا ہو۔"

"میں اپنی جیب میں موجود سب سکوں کو ایسے جانتا ہوں جیسے اپنی انگلیوں کے ناخنوں کو۔"

"میں بھی سکوں کی پرکھ پر ایسے قادر ہوں جیسے باپ اپنے بچوں کی۔"

"میں اس خاتون کی خاموشی کے عہد کی پاس داری کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں جس کی پاس داری میں وہ ایک جنگ جو سے بڑھ کر ہے۔ یہ سکہ میرا نہیں۔ ہو سکتا ہے تمہاری جیب میں پہلے سے موجود ہو۔"

لڑکے نے خاموشی سے اپنے مالک کی طرف دیکھا۔ قہوہ خانے میں سناٹا سا چھا گیا۔ اور پھر مالک نے سر ہلایا کہ "جانے دو یہ سچا ہے۔"

عفاف نے ایک قہر بھری نظر اس بڈھے پر ڈالی اور قہوہ پیے بغیر ہی بھاگم بھاگ گھر آیا۔ وشمہ فروسیا کے کپڑے پر پھول کاڑھ رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"وشمہ! مجھے اپنے بابا کا نام بتاؤ۔" وہ تیز آواز میں چلایا۔ اور خوں خوار نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

وشمہ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور پھر سے پھول کاڑھنے لگی۔

"وشمہ! مجھے اپنے شوہر کا نام بتاؤ۔۔۔"

وشمہ نے پھولوں کی پنکھڑیوں کو ایک نیا رخ دیا، ۔اس نے انہیں آسمان کی اور اٹھا دیا۔۔۔

"وشمہ اگر تم میرے نکاح میں رہنا چاہتی ہو تو اپنے بابا کا نام بتاؤ۔۔۔"

فروسیا سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ وشمہ کو اس کا سرخ پارچہ یاد آیا اور پھر اپنا حلف۔۔۔ وہ اٹھی اور اس نے اپنے وہ چند زیورات بھی اتارنے شروع کر دیے جو صرف شادی شدہ ہونے کی علامت کے طور پر اسے پہنے رکھنے تھے۔۔۔ عفاف دنگ رہ گیا۔ جلد ہی اس نے دھاگہ لپیٹے سارے زیورات اتار دیے اور ہاتھ باندھ کر بیٹھ گئی کہ بابا کو پیغام بھجوا دیا جائے وہ اسے آکر لے جائیں۔

"فروسیا۔۔۔ تم اسے کہو 'یہ گیت گائے'" عفاف نے فروسیا کی کلائی دبوچ لی۔

فروسیا حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ "یہ گیت گاتی تو ہے۔"

"کب۔۔۔؟"

"سنو 'وہ تو ابھی بھی گا رہی ہے۔۔۔"

عفاف نے عصیلی نظر سے فروسیا کو دیکھا۔۔۔ اوہ! یہ دراصل فروسیا ہی تھی جس کے گیتوں نے وشمہ کے گیتوں کو زبان زدعام کر دیا تھا۔۔۔ اوہ! یہ وہ پڑوس کی عورتیں بھی تھیں جنہوں نے چشموں کے سنگ یہ عہد عام کیا تھا۔ ندیوں 'نالوں 'موسموں اور قصوں میں یہ حلف حلول کیا تھا۔۔۔

اس کے حلف پر حلف لیے جانے لگے۔ عورتیں اور مرد اس کا نام لے کر اس کی سچائی پر لفظ رکھتے۔ فروسیا نے دو اور نئے گیت گائے۔ یہ گیت بھی ہوا کے دوش پر پہاڑوں سے ٹکراتے 'دریاؤں سے اٹھکیلیاں کرتے 'زبان زدعام ہو گئے۔ شادی بیاہ کے گیتوں میں

بیوٹی بکس کا تیار کردہ

سوہنی ہیئر آئل

SOHNI HAIR OIL

- گرتے ہوئے بالوں کو روکتا ہے
- نئے بال اگاتا ہے۔
- بالوں کو مضبوط اور چمکدار بناتا ہے۔
- مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے یکساں مفید۔
- ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

قیمت -/150 روپے

سوہنی ہیئر آئل 12 جڑی بوٹیوں کا مرکب ہے اور اس کی تیاری کے مراحل بہت مشکل ہیں لہٰذا یہ تھوڑی مقدار میں تیار ہوتا ہے، یہ بازار میں یا کسی دوسرے شہر میں دستیاب نہیں، کراچی میں دستی خریدا جا سکتا ہے، ایک بوتل کی قیمت صرف -/150 روپے ہے، دوسرے شہر والے منی آڈر بھیج کر رجسٹرڈ پارسل سے منگوالیں، رجسٹری سے منگوانے والے منی آڈر اس حساب سے بھجوائیں۔

2 بوتلوں کے لئے ---------- -/350 روپے
3 بوتلوں کے لئے ---------- -/500 روپے
6 بوتلوں کے لئے ---------- -/1000 روپے

نوٹ: اس میں ڈاک خرچ اور پیکنگ چارجز شامل ہیں۔

منی آڈر بھیجنے کے لئے ہمارا پتہ:

بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

دستی خریدنے والے حضرات سوہنی ہیئر آئل ان جگہوں سے حاصل کریں

بیوٹی بکس، 53-اورنگزیب مارکیٹ، سیکنڈ فلور، ایم اے جناح روڈ، کراچی

مکتبہ عمران ڈائجسٹ، 37-اردو بازار، کراچی۔

فون نمبر: 32735021

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایک اور گیت کا اضافہ ہو گیا۔ دولہا دلہن کو لینے آتا تو اسے یہ گیت سنایا جاتا کہ تم اس دلہن سے وہ سلوک نہ کرنا کہ اسے پہاڑوں کی چوٹی پر رہتی وشمہ کا سا عہد لینا پڑے۔۔۔ جواب میں دولہا والے بھی گیت گاتے کہ وہ دلہن کو ایسے رکھیں گے کہ وہ بلبل کی طرح گاتی رہے گی اس کی گویائی کسی پر گراں نہیں گزرے گی۔

☆ ☆ ☆

عفاف نے ایسے ہی کسی گیت کو سنا اور وہ تلملا کر رہ گیا۔ اس نے اسے اس کے باپ کے گھر چھوڑا اور فروسیا کو لے کر نئی زمینوں کی طرف سفر شروع کر دیا۔ وہ خانہ بدوش بن گیا۔

بازاروں میں کاریگروں نے اپنے فن میں "عہد سکوت" کو کندہ کرنا شروع کر دیا۔ صراحیوں پر اس کا حلف کندہ تھا۔ قالینوں اور پارچوں، دیواروں اور دہلیزوں پر اس کا نقش نقش فریادی تھا۔ قصہ گوؤں میں یہ قصہ اپنی اپنی طرز پر مشہور تھا۔

کوئی کہتا "جب اس نے اپنے شوہر کو ہرن کی طرح قلانچیں بھرتے ہرنی کی طرف بھاگتے دیکھا تو وہ وہیں خاموش ہو گئی۔"

کوئی کہتا "وہ پاکیزہ اور پابند عورت ہے۔ وہ بحکم خدا خاموش ہوئی ہے۔"

کوئی کہتا "خاموشی کے حلف سے پہلے اس نے اعلانیہ سب بیان کیا تھا۔ پر افسوس اسے سننے والا کوئی انسان وہاں موجود نہیں تھا۔"

عفاف ہر اس جگہ سے بھاگ جاتا جہاں اسے وشمہ کسی بھی صورت میں مل جاتی۔ اس کا بس چلتا تو وہ سب کو جلا کر راکھ کر دیتا۔ اس کے خون میں غصہ اور نفرت ایسے حلول کرنے لگے تھے کہ فروسیا نے مزید اس کے ساتھ رہنے سے انکار کر دیا تھا۔

"تم وہ نہیں رہے جو مجھے میرے خیمے کے باہر ملا تھا۔ تم ہر روز ایک نیا لبادہ اوڑھتے ہو۔۔۔ پرانا اتارتے ہو۔"

"تم میری بیوی ہو۔۔۔ نہ میں تمہیں چھوڑ سکتا ہوں نا تم مجھے۔۔۔"

"میں تمہاری بیوی ہوں غلام نہیں۔ تم میرے شوہر ہو، آقا نہیں۔۔۔ مجھ سے نکاح کے وقت تم نے میری نسل دیکھی تھی تو میں نے بھی تمہاری نسل پرکھی تھی۔ ہم خانہ بدوش ہیں۔ زمین کو اس سے بہت پہلے چھوڑ دیتے ہیں جب وہ دلدلی ہو جاتی ہے۔ دریاؤں کے رخ بدلنے کی اولین نشانی پر ہجرت کر جاتے ہیں۔ ہم تمہاری طرح ندی، نالوں، کے خشک ہونے کا انتظار نہیں کرتے۔ تمہیں یہ یاد رکھنا چاہیے۔ خانہ بدوش اپنے فیصلوں میں کہیں زیادہ جرأت مند ہوتے ہیں۔ وہ زمین کی قدر کرتے ہیں اسی لیے اس پر دوسری بار بسیرا نہیں کرتے۔

"تم میرے بچے کی ماں بننے والی ہو۔۔۔"

"تم ملکیت کے شوقین ہو۔ اسی لیے چاندی کی صراحی پر اپنا نام کندہ کروایا ہے۔ میرے بچے پر اپنا نام کندہ کروانے کے لیے تمہیں اس کے پیتل یا چاندی ہونے کا انتظار کرنا ہو گا۔"

فروسیا اپنے لوگوں میں لوٹ گئی۔

☆ ☆ ☆

عفاف کی ذات میں جو تھوڑی بہت دراڑیں بچی تھیں ان میں بھی نفرت حلول کر گئی۔ اور وہ ڈاکوؤں کے گروہ میں شامل ہو گیا۔ کتنے ہی مہینے اس نے کچے پکے جانور کھائے، پہاڑوں میں رہا، خزاؤں میں پلا۔۔۔ بہاروں سے پرے رہا۔۔۔

اپنے گروہ کے ساتھ اس نے فروسیا کا قبیلہ بھی لوٹ لیا تھا۔ اس نے خانہ بدوشوں کے سارے خیمے جلا دیے تھے۔ اور انہیں دریا کی طغیانی میں کود جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ گروہ کے سردار کا دایاں بازو بن گیا۔ اس نے اپنے گروہ کو مالا مال کر دیا تھا۔ قافلے لوٹتے، اناج چراتے، قصبوں اور گاؤں میں تباہی لاتے وہ اپنے بابا محترم کا نام تک بھول گیا۔

ایک رات وہ ایک گاؤں لوٹنے گئے۔۔۔ ہاں! اسے اس گاؤں کا نام یاد تھا۔۔۔ صلیام کا۔۔۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گاؤں کے سردار کے گھر پندرہ سالوں بعد بیٹا ہوا تھا۔ سارا گاؤں وہاں جشن کے لیے اکٹھا تھا۔ سردار پر تحائف کی برسات کر دی گئی تھی۔ وہ ان تحائف کا بوجھ سردار پر سے کم کرنے چلے تھے۔ جب سارا گاؤں مل کر لڑکے کے جھولے کے پاس گھیرا ڈالے خوشی کے شادیانے بجا رہا تھا۔ اس وقت ڈاکوؤں کا سردار اپنی بندوق کی نال کو گاؤں کے سردار کی کنپٹی پر رکھنے ہی والا تھا۔

گولی ہوا میں فائر کی گئی۔ سارے گاؤں کو سانپ سونگھ گیا۔ بچے کے جھولے پر بندوق کی نال تنی تھی۔ سردار نے خاموشی سے سب لا لا کر وہاں رکھنا شروع کر دیا۔ ڈاکوؤں کے سردار کے کان میں کسی نے کچھ کہا۔ سردار نے مجمع میں موجود وشمہ کی طرف دیکھا۔

"تو یہ ہے وہ عورت جس کے قصے ڈاکوؤں کی پناہ گاہوں کی دہلیز بھی پھلانگ چکے تھے۔" سردار نے سوچا۔ بہت پہلے اس نے یہ بھی سوچا تھا کہ اگر اسے یہ عورت مل گئی تو وہ اس کا عہد توڑ کر ہی رہے گا۔ وہ اس کے سلے لب کھول دے گا۔

"بول تیرے باپ کا کیا نام ہے؟" بندوق کی نال وشمہ کی طرف اٹھی۔

"یہ گونگی ہے۔" کسی نے کہا۔

سردار نے نال کا رخ جواب دینے والے کی طرف کیا اور اس کے پیروں میں فائر کیا۔

"اس کے علاوہ کوئی اور بولا تو تالو پر گولی مار دوں گا۔"

"تمہارا اس سے کیا لینا دینا۔" گاؤں کے سردار نے جرأت سے کہا۔

"میں گھوڑے پر سوار ہوں۔ ہتھیار میرا غلام ہے، یہاں کوئی ایسا نہیں جسے پاش پاش نہ کیا جا سکے۔ خاموش رہو ورنہ قبروں میں اتار دوں گا۔"

"تم ایک مرد ہو یہ ایک عورت۔ تم اپنی بہادری اس پر مت آزماؤ۔"

"میں ڈاکوؤں کا سردار ہوں اور یہ اپنے عہد کی سردار۔ سردار اپنی سرداری قائم رکھنا چاہتا ہے۔ ایک ہو کر۔ اگر اس نے اپنے باپ کا نام نہ بتایا تو یہ اپنے باپ کا نام بتانے کے لائق نہیں رہے گا۔"

بندوق کا رخ بچے کے جھولے کی طرف مڑ گیا۔

سارا گاؤں وشمہ کو دیکھنے لگا۔ ڈاکوؤں کے سردار نے سر کو اٹھائے رکھا لیکن بچے کی ماں لپک کر وشمہ کے قدموں میں گر گئی۔

"مرد اگر سردار بھی ہو تو اس کی غیرت کو ٹھنڈا کرنا پڑتا ہے۔ عورت اگر ماں ہو تو اس کی ممتا کو قرار دلانا پڑتا ہے۔ پندرہ سال بعد خدا نے میری طرف رخ کیا ہے۔ اگر یہ مجھ سے بچھڑ گیا تو خدا مجھ سے بچھڑ جائے گا۔"

سارے گاؤں کو سانپ سونگھ گیا۔ عفاف سردار کے پیچھے والے گھوڑے پر بیٹھا وشمہ کو دیکھ رہا تھا۔ ٹکٹکی باندھے۔ غصے سے۔ نفرت سے۔

وشمہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور اس کے ہونٹ کانپ اٹھے۔ وہ ایک عہد بھی پورا نہیں کر پائی تھی۔

بندوق کا فائر جھولے پر ہوا۔ بچہ ڈر کر رونے لگا۔

وشمہ نے اپنے باپ کا نام بتانے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ عفاف نے بندوق سیدھی کی اور فائر اس کی کنپٹی پر کیا۔ اس کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ اس کی بیوی کسی اور کے کہنے پر اپنا حلف توڑے۔ اس کی نفرت انگیز شدت پسندی نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ ساری زندگی اس کی بیوی نے اس کا حکم نہ مانا۔ اب وہ کیسے کسی اور کا حکم مان کر اس کا سر نیچا کر سکتی ہے۔ کیسے۔؟

جس وقت وشمہ زمین پر بے روح پڑی تھی اس وقت عفاف اپنے گھوڑے کو لگام سے قابو کرتے چلا رہا تھا۔

"میں ہوں اس غیرت مند عورت کا شوہر جس نے ساری عمر اپنے عہد کی پاس داری کی۔"

وشمہ کے مردہ وجود پر۔ عہد سکوت پر۔ عفاف کی فتح کا پرچم زندہ و جاوید لہرا رہا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY